ریاست مدھیہ پردیش
بنام
مان سنگھ اور دیگران

13اگست2003

[ڈوریسوامی راجواوراریجیت پاسیات، جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ،1860:

دفعہ 302 / 34 -قتل-الزام کے تحت-زخمی چشم دید گواہ-دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت ان کا ریکارڈ درج کیا گیا ثبوت-ایف آئی آر میں گواہوں میں سے کسی ایک کا نام نہ لینا-آزاد گواہ کی عدم جرح-استغاثہ کی جانب سے بیان پیش کرنے میں ناکامی-ایف آئی آر کے موقع پر ایف آئی آر کی جانب سے ریکارڈ کیا گیا بیان -ایف آئی آر کی برآمدگی ایف آئی آر درج کرنے کا وقت-ٹرائل کورٹ کے ذریعہ سزا-ہائی کورٹ کی طرف سے بریت-اپیل پر-درخواست کہ سزا دفعہ 302 کے تحت نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ، دفعہ 304 کے تحت-منعقد: شواہد کے پیش نظر ملزم کو مجرم قرار دیا جا سکتا ہے-زخموں کے پیش نظر، اور حملہ کیس کی نوعیت دفعہ 30 کے تحت شامل نہیں ہے۔

دفعہ 34-کا اطلاق-منعقد: اس کی درخواست میں یہ ملزم کا مشترکہ ارادہ ہے جو مادی ہے نہ کہ وہ واقعہ کی جگہ پر کیسے یکجا ہوتے ہیں۔

فوجداری مقدمہ:

زخمی ہونے کے مطالبہ کے میمو میں حملہ آور کا نام نہ بتانا-اثر-منعقد، اس طرح کی کمی استغاثہ کے مقدمے کو ٹوٹنے نہیں دیتی ہے۔

ایف آئی آر میں گواہوں کے ناموں کا ذکر- کی ضرورت-منعقد: کوئی سخت زائد تیز قاعدہ نہیں ہے کہ تمام گواہوں کے نام، خاص طور پر چشم دید گواہوں کے نام ایف آئی آر میں بتائے جائیں-جس شخص کا نام ایف آئی آر آر میں نہیں ہے اس کا ثبوت زبردستی مشتبہ نہیں ہوتا ہے۔

زخمی گواہ- کی ثبوت قیمت-منعقد: ایسے گواہوں کی ثبوت کی قدر زیادہ ہوتی ہے، ان کے بیانات کو اس وقت تک ہلکے سے مسترد نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ مجبور کرنے والی وجوہات موجود نہ ہوں۔

گواہ-جن کے بیانات دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت درج کیے گئے ہیں- دستاویز کی ثبوت حثیت-منعقد: ایسے گواہوں کو محض اس وجہ سے مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے بیانات مجموعہ ضابطہ فوجداری 164 کے تحت درج کیے گئے ہیں۔

مدعا علیہ-ملزموں پر ایک شخص کی موت کا سبب بننے اور زخمی عینی شاہدین، پی ڈبلیو 4 اور 7 پر حملہ کرنے کے لیے آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 34 اور دفعہ 324 کے تحت الزام عائد کیا گیا۔مقدمے کی سماعت کے دوران استغاثہ کے 10 گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی۔پی ڈبلیو-8 کی جانچ ان دعووں کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی کہ متوفی نے ملزم کو ملوث کرتے ہوئے اس سے پہلے زبانی موت حق استقرار کیا تھا۔ملزموں کو دفعہ 34 کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور دو ملزموں کو دفعہ 34 کے ساتھ پڑھ کر دفعہ 323 کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔

اپیل پر، عدالت عالیہ نے پایا کہ ایف آئی آر میں واقعے کے وقت کے بارے میں ہیرا پھیری کی گئی تھی، اگرچہ تفتیش کے دوران چاقو جائے وقوعہ پر پایا گیا تھا، لیکن اس کا وہاں موجود ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے؛ کہ اگرچہ ملزموں کا نام ایف آئی آر میں لیا گیا تھا لیکن واقعے کے چار ماہ بعد بھی انہیں گرفتار نہیں کیا گیا تھا؛ کہ پی ڈبلیو 8 کا نام ایف آئی آر میں نہیں تھا؛ کہ زخمی گواہوں کا بیان ریکارڈ کرنے کی ضرورت کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں تھی؛ کہ دفعہ 157 ضابطہ فوجداری شقیں کی تعمیل نہیں کی گئی تھی؛ اور یہ کہ ملزم کے ناموں کو مطالبہ میں جگہ نہیں ملی۔زخموں کی رپورٹیں۔استغاثہ کے مقدمے میں تضادات کے پیش نظر، ملزم کو مجرم نہیں پایا گیا اور لہذا بری کر دیا گیا۔

اس عدالت میں اپیل میں، مدعا علیہان نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ نے ملزم کو صحیح طور پر بری کر دیا؛ کہ

ایک آزاد گواہ، جو پی ڈبلیو 8 کے مطابق موجود تھا، اس کی جانچ نہیں کی گئی؛ کہ اس بات کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ متوفی کی طرف سے تحصیلدار کے سامنے دیا گیا بیان کیوں ریکارڈ پر نہیں لایا گیا؛ کہ دفعہ 34 لاگو نہیں تھی کیونکہ چاروں ملزم واقع ہونے کی جگہ پر اکٹھے نہیں ہوئے تھے؛ اور یہ کہ معاملہ دفعہ 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 304 کے تحت نہیں آتا ہے، لیکن اسے زیادہ سے زیادہ دفعہ 324 / 325 یا 304 حصہ II آئی پی سی کے تحت شامل کیا جاسکتا ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: 1. عدالت عالیہ کا فیصلہ ایک سے زائد وجوہات کی بنا پر نا قابل معافی ہے۔ اس بات کا اشارہ نہیں دیا گیا ہے کہ عدالت عالیہ دفعہ 157 ضابطہ فوجداری کے تقاضوں کی عدم تعمیل کے بارے میں کیوں اور کیسے اس نتیجے پر پہنچی۔ یہ اشارہ نہیں کیا گیا ہے کہ کیا ضرورت ہے اور کیا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ [E-D-466]

2۔ ایسا لگتا ہے کہ زخمی گواہوں پی ڈبلیو 4 اور 7 کے شواہد کے ساتھ اس بنیاد پر اہمیت منسلک نہیں کی گئی ہے کہ ان کے بیانات دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت درج کیے گئے تھے۔ گواہوں کے شواہد کو محض اس وجہ سے رد نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے بیانات ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت درج کیے گئے تھے۔ احتیاط کے معاملے کے طور پر جو کچھ درکار ہے وہ ثبوت کا محتاط تجزیہ ہے۔ زخمی گواہوں کے شواہد کی ثبوت کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور جب تک کہ مجبور کرنے والی وجوہات موجود نہ ہوں، ان کے بیانات کو ہلکے سے مسترد نہیں کیا جانا چاہیے۔ صرف اس وجہ سے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں چاقو کا کوئی ذکر نہیں تھا، جو زخمی گواہوں پی ڈبلیو 4 اور 7 کی طرف سے پیش کردہ شواہد کے اثر کو ختم نہیں کرتا ہے۔ معمولی تضادات بصورت دیگر قابل قبول شواہد کی ساکھ کو خراب نہیں کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ کی طرف سے زخمی گواہوں کے شواہد کو خطرے سے منسلک کرنے کے لیے اجاگر کیے گئے حالات واضح طور پر غیر اہم ہیں۔ مطالبہ میمو میں حملہ آوروں کے نام کا ذکر کرنے سے گریز، استغاثہ کے بیان کو کمزور نہیں کرتا ہے۔ [B-A-467؛ H-E-466]

بالک رام اور دیگران بنام اسٹیٹ آف یو پی ایئر (1974) ایس سی 2165 اور رام چرن اور دیگران بنام اسٹیٹ آف یو پی ایئر (1968) ایس سی 1270 کا حوالہ دیا گیا۔

3۔عدالت عالیہ کی طرف سے پی ڈبلیو 8 کے ثبوت کو مسترد کرنے کے لیے جن حالات کو اجاگر کیا گیا ہے ان میں سے ایک ایف آئی آر میں اس کا نام نہ ہونا ہے۔اس شخص کا ثبوت جس کا نام ایف آئی آر میں گواہ کے طور پر نہیں ہے، زبردستی مشتبہ نہیں ہوتا ہے۔کوئی سخت زائد تیز قاعدہ نہیں ہوسکتا کہ تمام گواہوں کے نام، خاص طور پر چشم دید گواہوں کے نام ایف آئی آر میں بتائے جائیں۔محض چشم دید گواہ کا نام نہ بتانا استغاثہ کے بیان کو نازک نہیں بناتا ہے۔[467-سی]

چتر لال بنام ریاست راجستھان، (2003) اے آئی آر ایس سی ڈبلیو 3466 اور شری بھگوان بنام ریاست راجستھان،]2001[6 ایس سی سی 296، پر انحصار کیا۔

4۔عدالت عالیہ اس بات کا نوٹس لینے میں ناکام رہی کہ پی ڈبلیو 4 اور 7 کے شواہد کا اثر یہ تھا کہ انہوں نے متوفی کو زخمی حالت میں چھوڑ دیا اور پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔استغاثہ کے مطابق، متوفی کے قریب پی ڈبلیو 8 کی آمد اس کے بعد ہوئی۔اس کی موجودگی کو پی ڈبلیو 4 نوٹ نہیں کر سکتا تھا جس نے ایف آئی آر درج کی تھی اور اس لیے ایف آئی آر میں اس کا نام نہ ہونا فطری نتیجہ ہے۔عدالت عالیہ نے اس سلسلے میں شواہد کو مکمل طور پر غلط سمجھا ہے۔[E-D-467]

5۔یہاں تک کہ اگر یہ قبول کیا جائے کہ تحقیقات میں خامیاں تھیں جیسا کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے، تو یہ استغاثہ کے بیان کو مسترد کرنے کی بنیاد نہیں ہوسکتی جو مستند، قابل اعتماد اور ٹھوس ہے۔آزاد گواہ کی عدم جانچ بھی استغاثہ کے بیان پر شک کرنے کا عنصر نہیں ہے۔وہ چشم دید گواہ نہیں تھا اور پی ڈبلیو 8 کے ورژن کے مطابق وہ پی ڈبلیو 8 کے بعد پہنچا۔جب پی ڈبلیو 8 کا معائنہ کیا جاتا ہے، تو اس کی عدم جانچ کا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ہے۔[467-ایف]

6۔چاقو کا ذکر نہ کرنے سے متعلق استدعا ناقابل برداشت ہے۔ریکارڈ پر موجود شواہد کو پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استعمال ہونے والی چھڑی پر تیز دھار والے ہتھیار کا ذکر کیا گیا تھا۔[467-جی]

7۔استغاثہ کی جانب سے بیان پیش کرنے میں ناکامی جو کہ مبینہ طور پر تحصیلدار کے ذریعے ریکارڈ کیا گیا

ہے،استغاثہ کے بیان پر شک کا باعث نہیں بن سکتا۔اگرچہ پی ڈبلیو 4 نے کہا ہے کہ تحصیلدار آیا تھا اور پوچھ گچھ کے بعد کچھ بیانات نوٹ کیے تھے،لیکن تفتیشی افسر سے تحصیلدار کی طرف سے ایسا کوئی بیان ریکارڈ کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا گیا ہے۔یہ معلوم نہیں ہے کہ کس حالت میں تحصیلدار آیا اور بیان کو نوٹ کیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔[A-468؛H-467]

8۔صرف اس وجہ سے کہ ایف آئی آر درج کرنے کے وقت میں کچھ تبدیلی آئی تھی،اس سے استغاثہ کا بیان کمزور نہیں ہوتا ہے۔زیادہ سے زیادہ ضرورت شواہد کا محتاط تجزیہ تھا،جو ٹرائل کورٹ نے کیا ہے۔ایک مادی عنصر جس پر عدالت عالیہ نے توجہ دینے سے گریز کیا وہ یہ ہے کہ مقامی نقشہ 13.30 بجے دوپہر پر تیار کیا گیا تھا اور پی ڈبلیو 8 نقشے کا گواہ ہے۔[468-ب]

9۔عرضی کہ دفعہ 34 کی کوئی درخواست نہیں ہے کیونکہ چاروں ملزم ایک ساتھ نہیں آئے تھے،وہ مسترد ہونے کے جوابدہ ہے۔دفعہ 34 میں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تمام ملزم ایک ساتھ آئیں۔یہ ان کا مشترکہ ارادہ ہے جو مادی ہے نہ کہ وہ واقع ہونے کی جگہ پر کس طرح یکجا ہوتے ہیں۔[468-سی]

10۔زخموں کی نوعیت اور شواہد سے قائم ہونے والے حملوں کے انداز کو دیکھنا۔دفعہ 302 آئی پی سی کا اطلاق واضح ہے نہ کہ دفعہ 304 حصہ II۔[E،D-468]

فوجداری اپیل کا عدالتی دائرہ اختیار:1996 کی فوجداری اپیل نمبر 825۔

1985 کے فوجداری اے نمبر 397 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 5.11.1992 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے سدھارتھ دیو اور محترمہ وبھادت ماکھیجا،

مدعا علیہ کی طرف سے سشیل کمار جین،ایچ ڈی تھانوی،انیل ویاس،آلوک بجاوت،محترمہ انجلی دوشی اور محترمہ روچی کوہلی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

ارجیت پاسیت، جسٹس ۔ مدھیہ پردیش ہائی کورٹ، اندور میں جبل پور بنچ کے ناپاک فیصلے کے ذریعے مدعا علیہان کو بری کرنے پر سوال اٹھاتے ہوئے، جس کے ذریعے سزا اور سزا سنائی گئی ۔ ایڈیشنل سیشن جج رتلام کو الگ کر دیا گیا، یہ اپیل ریاست مدھیہ پردیش نے دائر کی ہے۔

چار افراد یعنی جواب دہندگان کو 6.8.1984 پر مبینہ طور پر دھرم چند (جسے اس کے بعد 'متوفی' کہا جاتا ہے) کی قتل عام کا سبب بننے کے الزام میں مقدمے کا سامنا کرنا پڑا۔

پس منظر کے حقائق جیسا کہ استغاثہ کے ورژن میں غیر ضروری تفصیلات کے بغیر اجاگر کیے گئے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

اس بدقسمت دن صبح 9:30 بجے متوفی مان سنگھ (پی ڈبلیو 4) اور گلاب سنگھ (پی ڈبلیو 7) کے ساتھ اپنے گاؤں تالود سے آلوٹے جا رہے تھے۔ ملزم افراد گاؤں گھرولا کے قریب سڑک پر جھاڑیوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ وہ لاٹھیوں اور فارسیوں سے مسلح تھے۔ جب متوفی اور مذکورہ بالا دو افراد کھکھڑا کے قریب پہنچے تو جواب دہندگان نے انہیں گھیر لیا اور متوفی پر ہتھیاروں سے حملہ کرنا شروع کر دیا جس سے وہ مسلح تھے۔ اس کی ناک کاٹ دی گئی تھی۔ پی ڈبلیو 4 اور 7 نے مداخلت کرنے کی کوشش کی لیکن ان پر بھی ملزموں نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی بھی ہوئے۔ دونوں گواہ پولیس اسٹیشن پہنچے جہاں پی ڈبلیو 4 نے ایف آئی آر (نمائش پی-10) درج کرائی۔ زخمی حالت میں متوفی کو ہسپتال لے جایا گیا، اور بعد میں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ پوسٹ مارٹم کیا گیا اور اس کے جسم پر بڑی تعداد میں زخم پائے گئے۔ تفتیش کے دوران حملہ آوروں کے مبینہ ہتھیار ضبط کر لیے گئے۔ تفتیش کے بعد فرد جُرم پیش کی گئی۔ اپیل گزاروں پر مجموعہِ تعزیراتِ ہند 1860 (مختصر طور پر' آئی پی سی') کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھی گئی دفعہ 324 اور دفعہ 34 کے تحت قابل سزا جرائم کے ارتکاب کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران ملزموں نے بے گناہی کا اعتراف کیا۔ انہیں آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 324 کے تحت قابل سزا جرم سے بری کر دیا گیا تھا، لیکن آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت جرم کے لیے مجرم قرار دیا گیا، انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ ملزم بھنور سنگھ کو آئی

پی سی کی دفعہ 323 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا گیا، ملزم بھیرو سنگھ کو بھی اسی طرح مجرم قرار دیا گیا، اور ان میں سے ہر ایک کو اس جرم کے لیے چھ ماہ کی سزا سنائی گئی۔

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ استغاثہ کے بیان کو آگے بڑھانے کے لیے دس گواہوں مزید پوچھ گچھ کی گئی۔چشم دید گواہ ہونے کا دعوی کرنے والے پی ڈبلیو 4 اور 7 کے علاوہ، ایک جسونت سنگھ (پی ڈبلیو 8) سے بھی اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے پوچھ گچھ کی گئی کہ متوفی نے مذکورہ گواہ کے سامنے زبانی موت حق استقرار کیا تھا جس میں ملزم افراد کو اس کا حملہ آور قرار دیا گیا تھا۔ٹرائل کورٹ نے استغاثہ کے بیان کو قبول کر لیا اور ملزم اپیل گزاروں کو مجرم قرار دیا اور انہیں نوٹ شدہ اوپر کے طور پر سزا سنائی۔ یہ معاملہ ملزم افراد کی طرف سے اپیل میں اٹھایا گیا تھا۔استغاثہ کے ورژن میں کمزوری کو جوڑنے کے لیے کئی حالات کو اجاگر کیا گیا۔حالات میں سے ایک ایف آئی آر آر میں مبینہ ہیرا پھیری تھی تا کہ اس بات کی نشاندہی کی جا سکے جیسے کہ یہ صبح 10.25 پر درج کی گئی تھی۔ پی ڈبلیو 4، 7 اور 8 کے شواہد کو بھی اس بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا کہ ان سے اعتماد پیدا نہیں ہوا۔اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پی ڈبلیو 4 اور 7 کے ثبوت ضابطہ فوجداری، 1973 (مختصر طور پر 'ضابطہ فوجداری') کی دفعہ 164 کے تحت درج کیے گئے تھے اور یہ ایک انتہائی مشکوک صورتحال تھی۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ اگر چہ مقدمے کی سماعت کے دوران ایف آئی آر میں چاقو کے استعمال کا ذکر تھا، لیکن ضابطہ اخلاق کی دفعات 161 اور 164 کے تحت بیانات میں ان کا کوئی ذکر نہیں تھا۔اگر چہ کہا جاتا ہے کہ چاقو جائے وقوعہ پر پایا گیا تھا، لیکن یہ معلوم کرنے کے لیے تحقیقات کی ہدایت نہیں کی گئی کہ یہ جائے وقوعہ پر وہاں کیسے پہنچا۔ملزم کے وکیل نے عرضی دائر کی کہ دفعہ 34 کا اس معاملے کی حقیقت پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔گواہوں کے بیان کے حوالے سے یہ نشاندہی کی گئی ہے کہ ملزم افراد اکٹھے نہیں ہوئے، اور پہلے دو افراد کے بعد دو دیگران۔عدالت عالیہ نے ملزموں کے موقف کو قبول کیا اور درج ذیل نتائج درج کیے:-

(1) نمائش پی-10 میں واقع ہونے کے وقت کے بارے میں ہیرا پھیری کی گئی تھی۔(2) جب تفتیش کی گئی تو غیر متنازعہ طور پر موقع سے چاقو برآمد ہوا۔اس بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ یہ واقعہ کی جگہ پر کیسے ہوا۔(3) اگر چہ ایف آئی آر میں ملزموں کا نام لیا گیا تھا لیکن انہیں 24.12.1984 تک گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔(4) پی ڈبلیو 8 کا نام ایف آئی آر میں جگہ نہیں ملا (5) زخمی گواہوں پی ڈبلیو 4 اور 7 کے بیان ریکارڈ کرنے کی ضرورت کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں تھی۔(6) ضابطہ اخلاق کی دفعہ 157 شقیں کی تعمیل کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔(7) ملزم افراد کے ناموں کو چوٹ کی رپورٹوں کے مطالبہ میں جگہ نہیں ملی۔

مذکورہ بالا مبینہ تضادات کے پیش نظر، ملزمان کو بے قصور قرار دیا گیا اور اپیل کی اجازت دیتے ہوئے بریت کا حکم جاری کیا گیا۔

اپیل کی حمایت میں، اپیل کنندہ ریاست کے وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے بری ہونے کی ہدایت کے لیے جن حالات پر انحصار کیا گیا ہے وہ واضح طور پر قانون میں قابل تائید نہیں ہیں۔ حقیقت پسندانہ منظرنامے پر مناسب تناظر میں غور نہیں کیا گیا ہے اور اس لیے عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے اور ٹرائل کورٹ کے حکم کو بحال کیا جانا چاہیے۔

جواب میں، ملزم افراد کے وکیل نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ نے مناسب تناظر میں قانونی اور حقیقت پسندانہ موقف کا تجزیہ کیا ہے، اور استغاثہ کے بیان میں خامیوں کو واضح طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ پیش کیا گیا کہ ایف آئی آر میں اسے ریکارڈ کرنے کے وقت کے بارے میں ہیرا پھیری کی گئی تھی، اور یہ پولیس اسٹیشن میں ریکارڈ نہیں کیا گیا تھا۔ استغاثہ کے مقدمے کی ابتداء مشکوک ہے۔ ایک آزاد گواہ ہیرالال، جو پی ڈبلیو 8 کے مطابق موجود تھا، سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی ہے۔ مطالبہ میں ملزموں کے نام نہ بتائے جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آوروں کے نام معلوم نہیں تھے۔ پی ڈبلیو 4 اور 7 قابل اعتماد گواہ نہیں ہیں۔ پی ڈبلیو 8 کی موجودگی مشکوک ہے اور اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے کہ متوفی کی طرف سے تحصیلدار کے سامنے دیا گیا بیان، جیسا کہ کچھ گواہوں نے بیان کیا ہے، ریکارڈ پر کیوں نہیں لایا گیا ہے۔ متبادل طور پر، یہ پیش کیا گیا کہ معاملہ وہ نہیں ہے جس کا احاطہ آئی پی سی کی دفعہ 34 کے تحت کیا گیا ہو اور زیادہ سے زیادہ معاملہ دفعہ 324 / 325 سے آگے یا بدترین صورت میں دفعہ 304 حصہ II آئی پی سی کے تحت نہیں جا سکتا۔

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کا فیصلہ ایک سے زائد وجوہات کی بنا پر ناقابل دفاع ہے۔ اس بات کا اشارہ نہیں دیا گیا ہے کہ عدالت عالیہ دفعہ 157 ضابطہ فوجداری کے تقاضوں کی عدم تعمیل کے بارے میں کیوں اور کیسے اس نتیجے پر پہنچی۔ صرف یہ کہا گیا تھا کہ دفعہ 157 ضابطہ فوجداری کی تعمیل کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔ یہ اشارہ نہیں کیا گیا ہے کہ کیا ضرورت ہے اور کیا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح زخمی گواہوں پی ڈبلیو 4 اور 7 کے شواہد کو اس بنیاد پر اہمیت نہیں دی گئی کہ ان کے بیانات دفعہ 164 ضابطہ فوجداری کے تحت درج کیے گئے تھے۔ کئی فیصلوں میں اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ گواہوں کے شواہد کو محض اس وجہ سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے بیانات

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے تحت درج کیے گئے تھے (دیکھیں: بالک رام اور ایک اور بنام اسٹیٹ آف یو پی ایئر (1974) ایس سی 2165 اور رام چرن اور دیگران بنام اسٹیٹ آف یو پی ایئر (1968) ایس سی 1270۔ احتیاط کے معاملے کے طور پر جو کچھ درکار ہے وہ ثبوت کا محتاط تجزیہ ہے۔

زخمی گواہوں کے شواہد کی ثبوت کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور جب تک مجبور کرنے والی وجوہات سامنے نہیں آتی ہیں، ان کے بیانات کو ہلکے سے مسترد نہیں کیا جانا چاہیے۔ صرف اس لیے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں چاقو کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس سے زخمی گواہوں پی ڈبلیو 4 اور 7 کی طرف سے پیش کردہ شواہد کا اثر ختم نہیں ہوتا ہے۔ معمولی تضادات بصورت دیگر قابل قبول شواہد کی ساکھ کو خراب نہیں کرتے ہیں۔ عدالت عالیہ کی طرف سے زخمی گواہوں کے شواہد کو خطرے سے منسلک کرنے کے لیے اجاگر کیے گئے حالات واضح طور پر غیر اہم ہیں۔ اگرچہ ملزم کے وکیل کی طرف سے یہ منصفانہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اگرچہ زخم کے استعمال کے میمو میں حملہ آوروں کے ناموں کا محض ذکر نہ مطالبہ کے بیان کو مکمل طور پر مسترد کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، لیکن ان کے مطابق یہ ایک مشکوک صورتحال ہے اور اس بات کا تعین کرنے کے لیے ایک اہم لنک بناتا ہے کہ آیا استغاثہ کا بیان قابل اعتماد ہے یا نہیں۔ قانون میں یہ ایک طے شدہ موقف ہے کہ مطالبہ میمو میں حملہ آوروں کے نام کا ذکر کرنے سے استغاثہ کا بیان کمزور نہیں ہوتا ہے۔

عدالت عالیہ کی طرف سے پی ڈبلیو 8 کے ثبوت کو ایف آئی آر میں اس کا نام نہ لینے میں خارج کرنے کے لیے اجاگر کیے گئے حالات میں سے ایک۔ جیسا کہ اس عدالت نے چتر لال ویرسز ریاست راجستھان، (2003) اے آئی آر ایس سی ڈبلیو 3466 میں کہا ہے کہ اس شخص کا ثبوت جس کا نام ایف آئی آر میں گواہ کے طور پر نہیں ہے، زبردستی مشتبہ نہیں ہوتا ہے۔ کوئی سخت زائد تیز قاعدہ نہیں ہوسکتا کہ تمام گواہوں کے نام، خاص طور پر چشم دید گواہوں کے نام ایف آئی آر میں بتائے جائیں۔ جیسا کہ اس عدالت نے شری بھگوان بنام ریاست راجستھان میں مشاہدہ کیا تھا، [2001] 6 ایس سی سی 296 محض ایک چشم دید گواہ کے نام کا ذکر نہ کرنا استغاثہ کے بیان کو نازک نہیں بناتا ہے۔

یہ کسی کا معاملہ نہیں ہے کہ پی ڈبلیو 8 ایک چشم دید گواہ تھا۔ عدالت عالیہ اس بات کا نوٹس لینے میں ناکام رہی کہ پی ڈبلیو 4 اور 7 کے شواہد کا اثر یہ تھا کہ انہوں نے متوفی کو زخمی حالت میں چھوڑ دیا اور پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔ استغاثہ کے مطابق، متوفی کے قریب پی ڈبلیو 8 کی آمد اس کے بعد ہوئی۔ اس کی موجودگی کو پی ڈبلیو 4 نوٹ

نہیں کرسکتا تھا جس نے ایف آئی آر   آر درج کی تھی اور اس لیے ایف آئی آر   آر میں اس کا نام نہ ہونا فطری نتیجہ ہے۔عدالت عالیہ نے اس سلسلے میں شواہد کو مکمل طور پر غلط سمجھا ہے۔

یہاں تک کہ اگر یہ قبول کیا جائے کہ تحقیقات میں خامیاں تھیں جیسا کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے، تو یہ استغاثہ کے بیان کو مسترد کرنے کی بنیاد نہیں ہوسکتی جو مستند، قابل تصدیق اور ٹھوس ہے۔ ہیرالال سے پوچھ گچھ نہ ہونا بھی استغاثہ کے بیان پر شک کا باعث نہیں ہے۔ وہ چشم دید گواہ نہیں تھا، اور پی ڈبلیو 8 کے طرز کے مطابق وہ پی ڈبلیو 8 کے بعد پہنچا۔ جب پی ڈبلیو 8 کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے تو ہیرالال کی جانچ نہ ہونے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

چاقو کا ذکر نہ کرنے سے متعلق درخواست پر آتے ہوئے، ریکارڈ پر موجود شواہد کو پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استعمال ہونے والی چھری پر تیز دھار والے ہتھیار کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہ مؤقف ہونے کے ناطے، عرضی واضح طور پر غیر مستحکم ہے۔

استغاثہ کی جانب سے بیان پیش کرنے میں ناکامی پر بہت زور دیا گیا جو کہ مبینہ طور پر تحصیلدار نے ریکارڈ کیا تھا۔ اگرچہ پی ڈبلیو 4 نے کہا ہے کہ تحصیلدار آیا تھا اور پوچھ گچھ کے بعد کچھ بیانات نوٹ کیے تھے، لیکن تفتیشی افسر سے تحصیلدار کی طرف سے ایسا کوئی بیان ریکارڈ کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا گیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ کس حالت میں تحصیلدار آیا اور بیان کو نوٹ کیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ استغاثہ کے بیان پر شک کرنے کا عنصر نہیں ہوسکتا۔

صرف اس وجہ سے کہ ایف آئی آر درج کرنے کے وقت میں کچھ تبدیلی آئی تھی، اس سے استغاثہ کا بیان کمزور نہیں ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ضرورت شواہد کا محتاط تجزیہ تھا، جو ٹرائل کورٹ نے کیا ہے۔ ایک اہم عنصر جس پر عدالت عالیہ نے توجہ دینے سے گریز کیا وہ یہ ہے کہ مقامی نقشہ 13.30 بجے دوپہر پر تیار کیا گیا تھا اور پی ڈبلیو 8 نقشے کا گواہ ہے۔

عرضی کہ دفعہ 34 کا کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ چاروں ایک ساتھ نہیں آئے تھے، وہ قابل ذکر اور مسترد ہے۔ دفعہ 34 میں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تمام ملزم ایک ساتھ آئیں۔ یہ ان کا مشترکہ ارادہ ہے جو اہم ہے نہ کہ وہ کس طرح واقع ہونے کی جگہ پر یکجا ہوتے ہیں۔فرض کریں کہ ملزم دیگران ایک تنگ گلی سے باہر

آتے ہیں اور ایک وقت میں صرف ایک شخص باہر آسکتا ہے اور دوسرے ایک کے بعد ایک اس کا پیچھا کرتے ہیں، ایسی صورت میں یہ یقیناً پرنہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ دفعہ 34 ایک ساتھ نہیں آئی، اس لیے اس کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔

زخموں کی نوعیت اور شواہد کے ذریعے قائم ہونے والے حملوں کے انداز کو دیکھتے ہوئے، آئی پی سی کی دفعہ 304 حصہ دوم کا واضح اطلاق ہوتا ہے، نہ کہ دفعہ 304 حصہ دوم کا جیسا کہ دعوی کیا گیا ہے۔

کسی بھی زاویے سے فیصلہ کرتے ہوئے، ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا اور اس کو ایک طرف رکھا جانا چاہیے جسے ہم ہدایت دیتے ہیں۔ٹرائل کورٹ کا فیصلہ بحال ہے۔ریاست کی اپیل کی اجازت ہے۔ ملزمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی باقی ماندہ سزا پوری کرنے کے لیے تحویل میں دیں۔

کے۔کے۔ٹی

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this
document